

ریاست، حکومت اور عام آدمی

1993ء میں شاک ہوم پہلی بار گیا۔ اس کے بعد متعدد بار جاچ کا ہوں۔ سویڈن ایک شاہ کار ملک ہے۔ پہلی بار ایک نادر سا معاملہ دیکھنے کو ملا۔ جس جگہ بھی گیا، وہاں شہریوں نے گھروں کی بالکونی میں پھولوں کے خوبصورت پودے گملوں میں لگائے ہوئے تھے۔ ساتھ ساتھ تقریباً ہر گھر کے باہر ملک کا قومی پرچم بھی لگا ہوا تھا۔ شروع شروع میں لگا کہ شاندار ان کا قومی دن نزدیک ہے۔ گھروں پر قومی جھنڈا، اسی دن کی مناسبت سے لگا رکھے ہیں۔ مگر قیافہ غلط نکلا۔ عام شہریوں نے اپنے ملک سے محبت کے اظہار کے طور پر چھوٹے اور بڑے سویڈن کے پرچم اپنے گھروں میں لگا رکھے تھے۔ ایک پاکستانی سے وجہ دریافت کی تو کوئی خاطرخواہ جواب نہ دیا۔ صرف کہا کہ سویڈن کی مقامی روایت ہے۔ جواب کم از کم میرے لئے تسلی بخش نہیں تھا۔ شاک ہوم میں ایک سویڈش فیملی سے کافی دوستی تھی۔ ان سے پوچھا تو جواب حد درجہ متاثر کرن تھا۔ بتایا کہ ”ہمارے ملک نے ہمیں یعنی شہریوں کو ہر چیز دی ہے۔ اعلیٰ ترین درجہ کی تعلیم سب کے لئے تقریباً مفت ہے۔ بین الاقوامی سطح کے ہسپتال بھی اتنا کم پیسوں میں مقامی لوگوں کا علاج کر رہے ہیں۔ بیرون گاری حد درجہ کم ہے۔ ابھی طلباء تعلیم حاصل کر رہی رہتے ہیں کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں انہیں روزگار دینے کے لئے تگ دو کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ کسی شخص یا خاندان کے مالی وسائل کم ہیں تو حکومت انہیں مفت رہائش سے لے کر معقول ماہانہ وظیفہ دیتی ہے۔ کرپشن نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کے علاوہ نظام انصاف، اس درجہ طاقتور ہے، کہ بڑے سے بڑا آدمی بھی اس سے مفر حاصل نہیں کر سکتا۔ جب اس ملک نے ہمیں دنیا میں ہر نعمت اور سہولت دی ہے تو کیا ہم پر لازم نہیں ہے کہ اس خطے سے دیوانہ وار محبت کریں۔ ہم اپنی خوشی اور ملک کے احترام میں قومی پرچم اپنے گھروں پر لگاتے ہیں۔ یہ ہمارا اپنا فعل ہے۔ کیونکہ اس ملک کی بدولت ہم دنیا کی سب سے ترقی یافتہ قوم ہیں، باقی تو اور بھی بہت کچھ ہوئیں۔ مگر خلاصہ عرض کیا ہے کہ ملک سے محبت کا اظہار کیسے اور کیوں کیا جاتا ہے۔ سویڈن کے خوش قسمت باسیوں کا اپنے وطن سے محبت کی ٹھوس وجوہات ہیں اور انکا اظہار بالکل قدرتی عمل ہے۔ امریکہ میں بھی یہی حال ہے۔ وہاں بھی ہر گھر کے باہر امریکی جھنڈا لگا ہوتا ہے۔

سویڈن یا امریکہ کو چھوڑ دیئے۔ سنجیدگی سے ہماری ریاست، حکومت اور عوام کے درمیان آئینی، سماجی، قانونی تعلقات کا جائزہ لیجئے۔ ملک کے متعلق عام لوگوں کے جذبات کی بخوبی سمجھا آجائے گی۔ ہمارے ملک یعنی پاکستان میں کسی بھی حکومت کا عوام سے رو یہ پر کھیئے۔ ریاست کا عام آدمی کے تحفظ کی بابت سوچیے۔ تعصب کے بغیر یہ نظر آئے گا کہ ہمارے ملک، ریاست اور عوام کا باہمی رشتہ آہستہ نہیں بلکہ تیزی سے کمزور ہو رہا ہے۔ یہ عنصر افسوسناک تو خیر ہے ہی۔ مگر یہ حد درجہ خطرناک مضمرات کا حامل ہے۔ خدار، سیاسی اور مذہبی گروہ بندی سے نکل کر ملاحظہ فرمائیے کہ کیا ہماری کوئی بھی حکومت عوام کے بنیادی مسائل حل کرنے میں کامیاب رہی ہے۔ جواب مکمل طور پر نفی میں ہو گا۔ ایک دو فیصد لوگوں کی بابت گزارش نہیں کر رہا۔ کیونکہ تمام ملک کی پچانوے فیصد

دولت صرف ایک فیصد لوگوں کے پاس جمع ہے۔ طالب علم کا ایک لکھا اور ڈی پر بولے جانے والا فقرہ کافی لوگ استعمال کرتے ہیں۔ کہ یہ ملک یعنی پاکستان 1947ء میں غریب اور متوسط طبقے کے لوگوں نے حد درجہ محنت کر کے صرف اور صرف امیر لوگوں کے لئے تراشناہ۔ یا ابتر صورتحال آج تک بالکل ٹھوس طریقے سے قائم و دائم ہیں۔ ہرگز ہرگز کوئی علمی بحث نہیں کر رہا۔ سادہ نکتہ یہ ہے کہ ملک بنانے سے لے کر آج تک عوام کے ساتھ جتنے بھی وعدے کیے گئے۔ ان میں سے دو تین فیصد بھی پورے نہیں کیے گئے۔ شائد آپ کو یقین نہ آئے۔ مگر مسلم لیگ، پیپلز پارٹی، تحریک انصاف، جماعت اسلامی، اے این پی کی عصیت سے اوپر اٹھ کر دیکھیے تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم سے ہر طرح کی قومی قیادت نے چرب زبانی اور اذہورے دعووں کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔ اس میں مارشل لاء کے زمینی خدا اور سیاست دان ایک دوسرے سے بڑھ کرنا اہل ثابت ہوئے ہیں۔

تعلیم سے شروع کیجئے۔ یمن الاقوامی برطانوی ادارے Quaequarelli Synods کے مطابق پاکستان کا تعلیمی نظام دنیا کے ضعیف ترین نظاموں میں شامل ہے۔ عورتوں کی اکثریت یعنی ترپن (53) فیصد کمل طور پر جاہل ہیں۔ مردوں میں بھی یہ شرح کسی صورت سے قابل فخر نہیں ہے۔ ان میں خواندگی کی شرح ستر فیصد کے لگ بھگ ہیں۔ یو این ڈی پی کے مطابق پاکستان تعلیم جیسے اہم شعبے میں 189 ممالک میں سے 152 نمبر پر ہے۔ یہ قابل شرم حقیقت ہمارے کسی حکمران کے خلاف چارچ شیٹ کے طور پر استعمال نہیں کی جاتی۔ تعلیمی بجٹ وہی دو تین فیصد کے اطراف میں گھومتا پھرتا ہے۔ ہاں ایک اور شرمناک چیز۔ پانچ برس سے لے کر رسولہ برس تک کے بچوں میں سے دو کروڑ اٹھائیں لاکھ بچے اور بچیاں کبھی کسی اسکول نہیں جاتے۔ یہ ناخواندگی کی دنیا میں دوسری سب سے بڑی تعداد ہے۔ ہم سے زیادہ اس معاملے میں برباد شدہ ملک کون ہے۔ اس کا اندازہ خود لگا لیجئے۔ تہتر برس سے اپنے قائدین کے بالکل جھوٹے وعدوں کے برعکس تعلیم کے میدان میں صرف رسوائی حاصل کی ہے۔ اس معاملہ کو ایک اور طرح پرکھ لیجئے۔ کسی صاحب ثروت شخص کی اولاد سرکاری سکولوں میں تعلیم حاصل نہیں کرتی۔ سرکاری سکول اور کالج، غریب لوگوں کے لئے مختص ہیں۔ امیر بچوں کے لئے حد درجہ بہترین اور جدید درسگاہیں موجود ہیں۔ اس کا مطلب کیا ہے۔ کہ ریٹھی بان کی اولاد کو اگلے سو برس تک، امیر آدمی کے بچوں سے علمی مقابلہ کرنے کے لئے برابری کا میدان میسر نہیں ہو گا۔ یہ سوال کا لاحقہ بھی بے کار سا ہے۔ اگلے ہزار سال تک تو یہ صورتحال اسی طرح کی رہے گی۔ اگر آپ کو اس دورانیہ پر کوئی اعتراض ہے تو دلیل کی بنیاد پر اس کے خلاف بات کیجئے۔ خیالات تبدیل کر کے آپ کا شکر یہ ادا کرو گا۔

صحت کے شعبہ پر نظر ڈالیے۔ بائیس کروڑ افراد کے لئے صرف 968 سرکاری ہسپتال ہیں، جن کے پاس صرف چورائی ہزار مریضوں کے قیام کا بندوبست ہے۔ روول ہیلتھ سنٹر اور سرکاری ڈسپنسریاں ملا کر صرف بارہ ہزار بیڈیز اور بیٹتے ہیں۔ پورے ملک میں مریضوں کے لئے سرکاری شعبے میں صرف ایک لاکھ کے برابر بیڈیز موجود ہیں۔ صحت کے شعبے کا بجٹ بھی حد درجہ رسوائی ہے۔ وہی تین چار فیصد کے قریب۔ قائدین کے اعلانات ملاحظہ فرمائیں۔ تو ایسے لگتا ہے کہ شعبہ صحت قیامت خیز ترقی کر رہا ہے۔

اعلانات، ریت کے وہ گھوڑے ہیں جو سچ کے پانی میں کیدم منہدم ہو جاتے ہیں۔ تقابلی جائزہ پیش کر رہا ہوں۔ 2017ء سے آج تک پاکستان اپنے شہریوں کی صحت پر صرف پنٹالیس ڈالر خرچ کر رہا ہے۔ ایران اپنے ایک شہری پر چار سو چورا اسی (484) ڈالر خرچ کر رہا ہے۔ قطر اپنے ایک شہری کی صحت کے لئے سترہ سو ڈالر خرچ کر رہا ہے۔ تعلیم اور صحت کے شعبوں کو تھوڑی دیر کے لئے بھول جائیے۔ کرپشن انڈکس کے مطابق 2019ء میں پاکستان، کرپٹ ملکوں کی فہرست میں ایک سو بیس نمبر پر تھا۔ جواب بڑھ کر ایک سو چوبیس درجہ پر موجود ہے۔ یعنی تمام حکومتی اعلانات کے برخلاف ملک میں کرپشن بڑھ رہی ہے۔ مہنگائی عمومی طور پر دس فیصد کے قریب بڑھی ہے۔ ولڈ جسٹس روپورٹ کے مطابق ایک سواٹھائس ممالک میں ہمارا نظام انصاف ایک سو بیس نمبر پر ہے۔ کس کس ابتری کا ذکر کروں۔ دل دھتنا ہے۔ مگر اب تو دکھ بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ جھوٹ کے بازار میں یہی سب کچھ ہوتا ہے۔ خرابہ در خرابہ۔ قیامت در قیامت۔

بنیادی نکتہ کی طرف واپس آتا ہوں۔ ہماری کوئی بھی حکومت صحت، تعلیم، آبادی کو کنٹرول کرنا، نظام انصاف کی درستگی اور دیگر اہم ترین شعبوں میں کوئی قابل ذکر ترقی نہیں کر سکی۔ بین الاقوامی ادارے تواب پاکستان پر یہ الزام بھی لگاتے ہیں کہ ہمارے حکومتی عمال، امداد کے پیسوں میں بھی حد درجہ کرپشن کرتے ہیں۔ اندازہ لگائیے کہ ہماری ایک خاتون صوبائی وزیر نے امداد کے پیسوں سے امریکہ میں جوان نظر آنے کے لئے تین کروڑ کی سرجری کروالی۔ انہیں کوئی پوچھنے والا تو دور کی بات۔ یہ ذکر کرنا بھی موت کو دعوت دینا ہے۔ فیصلہ فرمائیے۔ اور دل سے پوچھ کر آگاہ کیجئے۔ کہ جب ریاست اور ہر حکومت، اپنے دعووں پر عمل پیرانہ ہو سکے۔ جب ہر لحاظ سے غریب کون ان جو یہیں تک سے محروم کر دے۔ جب مفلس کے علاج کو بوجھ سمجھے۔ جب وہ بچوں اور بچیوں کو زیور تعلیم سے آ راستہ کرنا مصیبت جانے۔ تو پھر کیا سوچا جائے۔ ہم میں سے واضح اکثریت حد درجہ محب وطن لوگ ہیں۔ مگر معروضی طور پر سوچیے، تو ایسے لگتا ہے کہ ریاست، حکومت اور عام آدمی کے درمیان ثابت تعلق تیزی سے کم ہو رہا ہے۔ اس وقت بے حصی معراج پر ہے۔ اور اب تو بہتری کی کوئی امید بھی باقی نہیں رہی!